السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اہل تشیع بخاری کی اس حدیث کو عموماً اپنے حق میں پیش کرتے ہیں کہ جس میں آپ ﷺ کی بیماری کے دوران یہ فرمانا کہ میرے پاس قلم دوات لے آؤ کہ میں آپ کو لکھ دوں مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں قرآن کافی ہے۔ آپ ﷺ تو ہذیان میں ایسا کہہ رہے ہیں۔ اس سے اہل تشیع درج ذیل مسائل ثابت کرتے ہیں۔ (۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کا کہنا نہ مان کر گستاخی کی۔ (۲) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو ہذیان میں بتلا کہہ کر گستاخی کی۔ آپ ﷺ کا ہذیان میں ہونا شان کے خلاف ہے۔ (۳) آپ ﷺ اپنے بعد خلافت کے بارے میں لکھنا چاہتے تھے۔ (۴) آپ ﷺ تو امّی تھے آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ لاؤ میں لکھ دوں؟ لہٰذا حدیث عقل و نقل کے خلاف ہے۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بطورِ شفقت صرف آپ ﷺ پر بیماری کے غلبہ کی وجہ سے روکا تھا۔ لہٰذا یہ گستاخی نہیں۔ علی سبیل التنزل اگر اس کو گستاخی تسلیم کر لیا جائے تو اس میں عمر رضی اللہ عنہ منفرد نہیں تھے بلکہ وہاں کئی ایک صحابہ و اہل بیت موجود تھے۔ وہ سب اس میں شریک ہوں گے۔ نیز تنہا عمر رضی اللہ عنہ پر الزام لگانا بے انصافی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیا نہ تحریر کروایا۔ جب کہ ان کو قربِ دامادی حاصل تھا۔ فتح الباری وغیرہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔ مجھے نبی ﷺ نے حکم دیا تھا کہ کوئی کاغذ لاؤ جو لکھا جائے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے روکنے سے آپ ﷺ کا رُک جانا منصبِ رسالت کے منافی ہے۔ جب کہ آپ پر تبلیغ فرض ہے۔

اس واقعہ کے بعد چند روز تک آپ زندہ رہے اگر کوئی ضروری تحریر ہوتی تو ضرور لکھوا دیتے۔

پہلی بات یہ ہے کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مقولہ نہیں۔ حدیث کی کسی کتاب میں اس امر کی تصریح موجود نہیں۔ دوسرا ہجر بمعنی ہذیان لینا غیر متبادر ہے۔ یہ لفظ جدائی کے معنی میں کثیر الاستعمال ہے۔ چنانچہ قرآن میں (۲)
ہے : وَاہجُرۡہُم ہَجۡرًا جَمِيلًا (المزمل : ۱۰)

دوسری آیت میں ہے : وَاہجُرُوہُنَّ فِي الۡمَضَاجِعِ (النساء : ۳۴)

تیسری بات یہ ہے ہجر کے بعد استفهموه کا لفظ موجود ہے جس کے معنی یہ ہیں۔ آپ سے پوچھو تو سہی کیا ارشاد فرماتے ہیں اگر ہجر کے معنی ہذیات کے لیے جائیں تو اِستَفۡهِمُوۡهُ سے بے ربط اور بے کار ہو جاتا ہے جس کو ہذیان ہو گیا۔ (اس سے پوچھنا خلافِ عقل ہے۔ ثابت ہوا ہَجَرَ يَہۡجُرُ کے معنی جدائی کے ہیں نہ کہ ہذیان (فیصلہ حدیث قرطاس، ص : ۶۹

قصۂ قرطاس جمعرات کو پیش آیا۔ بروز سوموار آپ ﷺ کا انتقال ہوا۔ اس اثناء میں اگر خلافت کے بارے میں کوئی ضروری تحریر ہوتی تو آپ لکھوا سکتے تھے۔ یا فاتح خیبر حضرت علی رضی اللہ عنہ جراءت مندانہ اقدام کر کے (۳) لکھوا لیتے۔ بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد ان کے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہ امت کی مصلحت کے پیش نظر رضاکارانہ طور پر امورِ خلافت سے مستعفی ہو گئے تھے۔ یہ اس امر کی واضح دلیل ہے کہ استحقاقِ خلافت اہل بیت کے لیے متعین نہیں۔

کتابت کی نسبت آپ کی طرف بلحاظ آمر کے تھے۔ قصۂ صلح حدیبیہ میں بھی ایسے الفاظ موجود ہیں۔ وہ نسبت بھی حکم کے اعتبار سے ہے جب کہ فی الواقع کاتب حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔ اسی طرح معاملہ یہاں بھی سمجھ لینا (۴) چاہیے۔ اس میں ایسی کوئی شے نہیں جو عقل و نقل کے منافی ہو۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

جلد : 3، کتاب اللباس : صفحہ : 519

محدث فتویٰ